# تفسیر عمدۃ البیان: ایک اجمالی تعارف

پروفیسر سید فرمان حسین
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

دہلی کے اطراف میں چار بستیاں اچھی خاصی شہرت رکھتی ہیں۔ اور ان چاروں کے نام میں کسی قدر مشابہت بھی پائی جاتی ہے۔ ان میں سے دو کا تعلق صوبۂ اتر پردیش یا (یو۔ پی) سے ہے اور دو کا تعلق موجودہ ہریانہ ریاست سے ہے، جو زمانۂ سابق میں صوبۂ پنجاب کا ایک حصہ تھی۔ یوپی کی دو بستیوں کے نام ہیں ماری پت، جو غازی آباد کے قریب ہی واقع ہے اور دوسری کا نام ہے باغپت، جو پہلے ضلع میرٹھ کی ایک تحصیل تھی اور اس سے بھی پہلے ایک مسلم ریاست تھی۔ اب باغپت مستقل طور پر ایک ضلع ہے۔

ہریانہ کی دو بستیوں میں سے ایک قصبہ پانی پت ہے جو تاریخ ہند میں ایک نمایاں مخصوص اور اہم مقام رکھتا ہے۔ پانی پت کی لڑائیوں نے ہندوستان کی قسمت تبدیل کرنے میں ایک انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ مذہبی آزادی کے اعتبار سے یہ بھی قصبہ اچھی خاصی شناخت رکھتا ہے، کیونکہ مولانا الطاف حسین حالؔی اور خواجہ غلام الثقلین (مصنّف کتاب خدا کی ہستی) کا بھی یہ قصبہ مولود ومسکن رہا ہے۔

دوسرا قصبہ جو زیر نظر مضمون میں ایک خاص مقام اور اہم حیثیت رکھتا ہے، وہ سونی پت ہے۔ اسی قصبہ میں ہجری کلینڈر کے حساب سے تقریباً ایک سو چوراسی سال قبل ۱۲۴۴ھ میں ایک زمیندار جناب سید نظام علی کے گھر میں ایک بچہ کی ولادت ہوئی جس کا نام عمار علی رکھا گیا۔ تذکرۂ بے بہا میں سونی پت کو ضلع روہتک میں تحریر کیا گیا ہے، جبکہ مولانا عمار علی صاحب نے خود اپنی تفسیر کے مقدمہ میں سونی پت کو ضلع شاہ جہاں آباد میں بتایا ہے۔

مولانا عمار علی صاحب نے ابتدائی تعلیم جو اس زمانہ میں مروج تھی، مختلف اساتذہ سے حاصل کی اور دینی تعلیم کے حصول کی تڑپ میں لکھنؤ گئے اور ممتاز العلماء سے فقہ و اصول فقہ، حدیث، علم میراث اور علم کلام کے علوم وفنون حاصل کیے۔ تذکرۂ بے بہاء میں آپ کے بارے میں تحریر ہے کہ ''آپ بڑے متقی، پرہیزگار اور قانع تھے۔ جو زمینداری آپ کی خاندانی ورثہ تھی، اسی پر توکل تھا''۔

۱۲۷۳ھ میں ایک سالانہ مجلس عزا کی بنیاد ڈالی تھی، جس کا سلسلہ مدتوں جاری رہا اور

غالباً تقسیم ہند کے المناک سانحہ پر ختم ہوگیا۔مولانا اگرچہ شاعری سے بھی شغف رکھتے تھے، مگر شعرگوئی میں کوئی خاص گہرائی نہیں تھی اور نہ ہی کوئی خاص فنی بلندی نظر آتی ہے۔

مندرجہ ذیل اشعار سے اس کیفیت اور حیثیت کا بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے: حمد باری تعالیٰ میں فرماتے ہیں:

شکر واجب ہے خدائے پاک کا　　جس نے بخشیں نعمتیں بے انتہا
پہلے وہ لایا عدم سے ہم کو یاں　　خاک کے پتلے میں داخل کرکے جاں
پھر کیا فضہ سے پیدا ہر بشر　　بخش کر پاکیزہ شغل اور خوب تر
پھر دئے اس نے ہمیں عقل و حواس　　تاکہ ہم ہوجائیں نیک و بد شناس
پھر ہدایت کے لئے بھیجا رسولؐ　　اور ہوا قرآن کا اس پر نزول
تاکہ حق سے وہ ہمیں واقف کرے　　سب کو خوش خبری دے اور واقف کرے
دیوے جنت کی بشارت نیک کو　　بد کو دوزخ سے ڈرانے والا ہو
اور بڑی نعمت سنو قرآن ہے　　جو سبھوں کو ہادی ایمان ہے
پیروی اس کی کرے جو نیک ذات　　داخل جنت ہو وہ پا کر نجات
ایسے اس کے سینکڑوں احسان ہیں　　شکر کس کس کا کریں حیران ہیں

اسی طرح نعت کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

محمد خاص بندہ ہے خدا کا　　کہ جو سردار ہے کل انبیاء کا
اسی کے خلق سے ہے خلق عالم۲　　اور اس کا نور ہے سب پر مقدم ۳
وہ سب خلقت سے ہے اعلیٰ وافضل　　اور اس کا دین سب دینوں سے اکمل ۴

مدح ائمہ طاہرینؑ میں ان کے مندرجہ ذیل اشعار حاضر خدمت ہیں:

نبیؐ کے بعد یہ مولا ہیں سب کے　　مقرب ہیں یہ سب درگاہ رب کے
یہی سب ہادی دین خدا ہیں　　یہی سب جانشین مصطفیٰ ہیں
یہی ہیں جانتے قرآن کے اسرار　　رفیق ان کا ہے وہ، یہ اس کے ہیں یار
جدا ہوگا نہ ان میں سے کسی سے　　ملیں جب تک نہ کوثر۵ پہ نبی سے
کواکب کے ہیں جیسے برج بارہ　　یہ ایسے علم کے ہیں برج بارہ

یہ واقف گھر سے ہیں چودہ طبق کے    یہ بارہ در ہیں شہر علم حق کے
اطاعت ان کی ہے قرآن میں مرقوم    یہی ہیں سب اولوالامراء اور معصوم

امام مہدیؑ کے بارے میں ان کی یہ منقبت ملاحظہ ہو:

امامت ختم ہے مہدیؑ دیں پر    نبوت جیسے ختم المرسلیں پر
وہ گو غائب ہیں نظروں سے ہماری    مگر ہے فیض ان کا ہم پہ جاری
ظہور اپنا کرے گا جب وہ مستور    کرے گا عدل سے دنیا کو معمور

آخر میں دعا کرتے ہیں:

قیامت تک نہ چھوٹے ساتھ ان کا    جماعت میں ہو ان کے حشر میرا

مندرجہ بالا اشعار سے اندازہ لگا یا جاسکتا ہے کہ مولانا عمارعلی صاحب کو شعر گوئی میں زیادہ مہارت نہ تھی۔ فنی محاسن کا فقدان ہے۔ اشعار سیدھے سادے ہیں، معنوی گہرائی اور گیرائی بھی نہیں۔ شوکت الفاظ اور لحن میں کوئی گھن گرج بھی نہیں ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں بھی کوئی حسن نہیں ہے۔ البتہ ایک بات بالکل نمایاں اور واضح ہے کہ ان کے اخلاص میں کوئی کمی نہیں ہے، حمد ہو یا نعت یا منقبت، ہر جگہ عقیدت کے پھول بکھرے ہوئے ہیں اور حدیث کے اس ارشاد کے مطابق ہر ہر شعر کے بدلے میں جنت میں ایک ایک بہشت کے حقدار ہیں۔

مولانا عمارعلی صاحب نے دینی علوم وفنون میں مہارت حاصل کر کے تشنگان علوم کی سیرابی کے لئے کتابیں تصنیف کرنے کی زحمتیں برداشت فرمائیں۔آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں:

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ دفع المغالطہ، | فارسی | مناظرہ کی کتاب ہے۔ |
| ۲۔ تجہیز الموتی | اردو | میت کی تجہیز وتکفین کے مسائل پر مشتمل ہے۔ |
| ۳۔ احکام النکاح | اردو | نکاح کے احکام سے متعلق کتاب ہے۔ |
| ۴۔ تحفۂ اشعریہ | اردو | علم کلام سے متعلق کتاب ہے۔ |
| ۵۔ الفرائض | اردو | میراث کے مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔ |
| ۶۔ دلائل التنزامیہ | فارسی | خلیفہ بلافصل کی بحث میں ہے۔ |
| ۷۔ تنبیہ المنکرین | اردو | متعہ کے جواز پر بحث کی گئی ہے۔ |

۸۔علامات مومن اردو

۹۔رسالۂ اعتقادیہ اردو عقائد کا بیان ہے

آپ کی ایک کتاب بستان المواعظ عربی زبان میں ہے جو غیر مطبوعہ ہے۔لیکن آپ کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ اہم۔ وقیع اور منفرد شان کی حامل تفسیر قرآن کریم ہے جو تفسیر عمدۃ البیان کے نام سے طبع ہوئی ہے۔بقول صاحب تذکرہ بے بہا''کتاب تفسیر عمدۃ البیان ایسی ضخیم کتاب چند جلدوں میں چند مرتبہ چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی جو مصنف کے خلوص کی دلیل ہے۔'' (تذکرۂ بے بہا صف ۲۲۴)

مولانا عمار علی صاحب اور حج اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔تذکرۂ بے بہا کے مطابق اس عظیم فقیہ اور مفسر قرآن نے روز یکشنبہ ماہ صفر ۱۳۰۴ء میں وفات پائی اور امام باڑہ قاضی علیم الدین محلّہ قاضی زادہ گان والان میں مدفون ہوئے۔

نواب صاحب: (غالباً سونی پت کے نواب مراد ہوں گے) نے قطعۂ وفات یوں نظم کیا ہے۔

ساکن سونی پت آن علامۂ ہندوستان صاحب تفسیر عمدہ سید معجز بیان

ثانئ عمار یا سرگشت در ماہ صفر قبلۂ من مومولوی عمار علی جنت مکان

تفسیر عمدۃ البیان:

اگر چہ تذکرۂ بے بہا کے مصنف نے تحریر فرمایا ہے کہ تفسیر عمدۃ البیان تین جلدوں میں ہے اور راقم السطور نے بھی اپنے ایک ہم وطن عزیز کے یہاں اپنے وطن قصبہ گنگیر وضلع مظفر نگر میں مرحوم حکیم سید رضوان حسین کے ذخیرۂ کتب میں عمدۃ البیان کی تینوں جلدوں کو دیکھا ہے مگر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ شیعہ دینیات میں یہ تفسیر ۱۵ جلدوں میں موجود ہے اور ہر جلد دو دو پاروں پر مشتمل ہے ہر جلد کے صفحات کی تفصیل اس طرح ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| پہلی جلد | صفحات | ۶۸ |
| دوسری جلد | صفحات | ۶۸ |
| تیسری جلد | صفحات | ۶۴ |
| چوتھی جلد | صفحات | ۶۴ |
| پانچویں جلد | صفحات | ۶۸ |

| | | |
|---|---|---|
| چھٹی جلد | صفحات | ۸۰ |
| ساتویں جلد | صفحات | ۶۰ |
| آٹھویں جلد | صفحات | ۸۴ |
| نویں جلد | صفحات | ۶۴ |
| دسویں جلد | صفحات | ۶۰ |
| گیارہویں جلد | صفحات | ۷۲ |
| بارہویں جلد | صفحات | ۵۴ |
| تیرہویں جلد | صفحات | ۸۴ |
| چودھویں جلد | صفحات | ۸۲ |
| پندرہویں جلد | صفحات | ۱۰۳ |

تفسیر عمدۃ البیان کے کل صفحات کی تعداد ۱۰۷۵ صفحات ہے۔تفسیر عمدۃ البیان کا پس منظر تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں''گزارش کرتا ہے خدمت میں مومنین کے خاکسار عمار علی رہنے والا سونی پت شاہ جہاں آباد کا کہ بعض مومنین دیندار نے اس عاصی کے پاس خطوط روانہ کرکے درخواست کی کہ تفسیر قرآن شریف کی زبان اردو میں کہ جس سے عام لوگوں کو فائدہ ہو، اب تک کسی نے تحریر نہیں فرمائی ہے اور اگر کسی نے کچھ لکھا ہے تو بطور حاشیہ کے لکھا ہے اور ہر آیت کے معنی کو حل نہیں کیا ہے اور نہ ہر آیت کی تفسیر لکھی ہے۔ اب کوئی ایسی تفسیر مرقوم ہو کہ جس میں سب آیات کا حل ہو اور شان اور سبب نزول ہر آیت اور قصہ جو کہ اس سے متعلق ہے تفصیل سے ہو اور اختلاف قرائت اور ترکیب نحوی میں موافق ضرورت کے اس میں مذکور ہو اس واسطے اس خاک سار نے حکم مومنین کو بسروچشم قبول کرکے باوجود قلت سامانی اور کثرت افکار کے لکھنا تفسیر کا شروع کیا اور موافق ان کے موقدر کے مثل اور تفسیروں عربی اور فارسی کے اس تفسیر کو تحریر کیا کہ ہر آیت کی تفسیر لکھی اور شان نزول اور اثبات مذہب حق کے اگر ادبی اشارہ بھی کسی آیت میں پایا ہے تو وہیں اس کو ذکر کردیا ہے اور وعظ وپند میں احادیث رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ سے اس تفسیر کو مزین کیا ہے اور نہایت آسان عبارت میں اس تفسیر کو لکھا ہے کہ جس کو تھوڑا سا خواندہ آدمی بھی پڑھ کر سمجھ لیوے اور نام اس کا عمدۃ البیان فی تفسیر القرآن رکھا ہے''۔ [۸]

مولانا عمار علی صاحب نے تفسیر کا آغاز کرنے سے پہلے تین مقدمات بھی درج کیے ہیں۔
پہلے مقدمہ میں قرآن مجید کے نزول پر روشنی ڈالی ہے اس مقدمہ میں انہوں نے قرآن کی حجیت اور اس کے تحریف سے پاک صاف ہونے کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ

"اور جو قرآن کہ خدائے تعالیٰ کی جانب سے رسول خداؐ پر نازل ہوا ہے وہ یہی قرآن ہے جو کہ اس زمانہ میں موجود ہے اور اس میں کسی نے اپنی طرف سے کچھ زیادہ نہیں کردیا ہے"

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں۔

"اور کلام اللہ جو کہ قرآن ہے وہ یہی ہے نہ کم ہے اس سے نہ عیاذاً باللہ اس میں تحریف ہے"

دوسرے مقدسہ میں قرآن کی تلاوت کے آداب تحریر کیے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ "حرفوں کو مخرجوں سے ادا کرے اور بہت جلد نہ پڑھے اور نہ حرفوں میں بہت فاصلہ کرکے پڑھے اور ایسا جانے کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے اور ایسا نہ ہو سکے تو جائے کہ خدا مجھ کو دیکھتا ہے"

تیسرے مقدمہ میں قرآن مجید کی تلاوت کے ثواب کو تحریر کیا ہے اور اس میں متعدد احادیث نقل کی ہیں جن میں قرآن مجید کی تلاوت کا تفصیل سے تذکرہ ہے تلاوت کلام مجید کے ثواب سے متعلق جو حدیثیں انہوں نے درج کی ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں" اور دوسری روایت میں ہے کہ جو کوئی قرآن کو دیکھ کر پڑھے تو اپنے آنکھوں کے نور سے فائدہ مند ہو اور اس کے والدین سے تخفیف عذاب کی ہو اگرچہ دونوں کافر ہوں"

اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تین چیزیں قیامت کے روز خدا سے شکایت کریں گی ایک تو مسجد کہ قوم میں ہووے اور وہ اس میں نماز نہ پڑھتے ہوں اور دوسرا عالم کہ وہ جاہلوں میں ہو اور وہ لوگ اس کی فرماں برداری نہ کرتے ہوں اور مسائل دین اس سے نہ پوچھتے ہوں اور تیسرا قرآن کہ گھر میں رکھا ہو اور گرد آلود ہو گیا ہو اور تلاوت اس کی نہ کرتے ہوں۔

اور منقول ہے کہ جو کوئی قرآن کی صورت کو یاد کرکے فراموش کردے تو قیامت کے روز بہت افسوس کرے گا اور پشیمان ہوگا لیکن اس روز کی پشیمانی اس کو فائدہ نہ بخشے گی۔

تفسیر کے معنی: تحریر فرماتے ہیں کہ" معنی تفسیر کے ظاہر کرنا مراد کا لفظ مشکل سے ہے:"

تاویل کے معنی: معنی تاویل کے رد کرنا اور پھیرنا ایک احتمال کا دو احتمالوں میں سے ہے طرف اس امر کے خلاف ظاہر کے ہو۔ کہ بطور نمونہ سورۂ الحمد کے بارے میں مصنف نے جو کچھ تحریر

فرمایا ہے ذیل میں مندرج ہے۔سورہ الحمد: یہ سورہ مکی ہے اور بعض کہتے ہیں مدنی ہے اور بعض کہتے ہیں یہ سورہ دو مرتبہ نازل ہوا ہے۔ایک مرتبہ مکہ میں اور ایک مرتبہ مدینہ میں اور اس سورہ میں سات آیتیں ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سورہ کے دس نام ہیں ۔ فاتحۃ الکتاب یہ نام اس واسطے ہوا کہ سب سے پہلے یہ سورہ قرآن میں لکھا جاتا ہے اور نماز میں اول یہی سورہ پڑھا جاتا ہے ۔سورہ الحمد یہ نام اس واسطے ہوا ہے کہ اس میں ذکر حمد کا ہے ۔ام الکتاب یہ نام اس واسطے رکھا کہ یہ اصل ہے قرآن کی اور ام اصل کو کہتے ہیں اور یہ اصل قرآن کی اس واسطے ہے کہ جو کچھ سب سورتوں میں ہے وہ اس میں ہے اس واسطے کہ اس میں ذکر ہے خدا کے رب ہونے کا اور بندوں کے عبد ہونے کا اور یہی مقصود ہے تمام قرآن سے سورہ السبع یہ نام اس کا اس واسطے ہوا کہ اس میں سات آیتیں ہیں اور سبع سات کو کہتے ہیں سورۃ المثانی یہ نام اس کا اس واسطے ہوا کہ یہ سورت نماز میں دو مرتبہ پڑھی جاتی ہے اور یا یۂ کہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے اور اس واسطے اس کو مثانی کہتے ہیں۔یہ پانچ نام تو اس کے دس ناموں سے مشہور ہیں اور بعضے پانچ اور بیان کرتے ہیں۔اور وافیہ یہ نام اس واسطے ہوا کہ نماز میں یہ سورہ پڑھی جاتی ہے کافتیہ میں اس واسطے کہ نماز میں یہ سورہ کفایہ کرتے ہیں اور سوائے اس کے اور سورت تنہا کفامت نہیں کرسکتی سورہ الاساس نام اس کا اس واسطے ہوا یہ سورہ اساس قرآن کی ہے سورۃ الشفاء یہ نام اس کا اس واسطے ہوا کہ یہ سورہ شفا ہے ہر بیماری سے۔سورۃ الصلوٰۃ یہ نام اس کا اس واسطے ہوا کہ ہر نماز میں یہ سورت پڑھی جاتی ہے ۔ یہ دس نام ہیں دس سورت کے اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ام الکتاب سب سورتوں سے افضل ہے اور شفاء ہے ہر مرض سے مگر موت ہے اورامام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس کو حمد سے شفا نہیں ہوتی اس کو کسی چیز سے شفا نہیں ہوتی۔ اور حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر ستر مرتبہ حمد کو بیمار پر پڑھیں اور روح اس کی بدن میں اس کے داخل ہو تو تعجب نہیں اور اس واسطے بیمار پر ستر مرتبہ پڑھے اور سات مرتبہ بھی پرھتے ہیں ۔

اس اقتباس سے مرحوم کی علمیت اور تفسیر کی جامعیت اور افادیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ملاحظات:

تفسیر عمدۃ البیان پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے اور اس کے دیباچہ کا مطالعہ کرنے سے جو کچھ معلومات فراہم ہوئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔تفسیر عمدۃ البیان اردو کی سب سے پہلی مکمل تفسیر ہے۔

۲۔ یہ تفسیر اس وقت کے پنجاب کے رہنے والے ایک عالم دین کی اردو میں غالبًا پہلی تفسیر ہے۔

۳۔مولانا عمار علی صاحب مرحوم ومغفور نے مومنین کے اصرار پر اس تفسیر کو تحریر فرمایا

۴۔ اس سے پہلے جو تفسیریں تھیں اور بطور حاشیہ تھیں اور ان میں ہر آیت کے معنیٰ کو حل نہیں کیا گیا تھا۔

۵۔اس تفسیر کی زبان لب ولہجہ اور اسلوب مصنف علام کے زمانہ میں کی عکاسی کرتا ہے اور دہلی کے اطراف کی وہ زبان استعمال کی گئی ہے جس میں اب کافی تبدیلیاں ہوچکی ہیں مگر اس کے باوجود اس میں شیرینی ہے۔

۶۔ جملوں کی ساخت وپرداخت اور ان کے الفاظ میں تقدم وتاخر کے اعتبار سے اگر چہ اب نمایاں تبدیلیاں ہوچکی ہیں مگر تفسیر کی زبان میں اب بھی بہت کشش ہے۔اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو بطور نمونہ مندرجہ ذیل عبارت۔

''درودوسلام حد سے سوا اور رحمت بے انتہا بادشاہ ہر دوسرا سردار انبیاء وسید الانبیاء مالک یثرب وبطحا حضرت محمد مصطفیؐ پر کہ جو خاتم الانبیاء ہیں اور بعد اس کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔''

مقدمات کا تذکرہ اس عنوان سے کیا گیا ہے۔

''مقدمہ پہلا''''دوسرا مقدمہ''''مقدمہ تیسرا''

قرآن کی صورتوں کی تعداد کو ایک سو چودہ کے بجائے لکھتے ہیں''ایک سو اور چودہ سورتیں''

آداب تلاوت کے بارے میں ان کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ذکر آنے کو لکھتے ہیں''ذکر آوے'' ایک اور عبارت ملاحظہ ہو۔

''بے وضو بھی ہر چند قرآن کو پڑھ سکتے ہیں لیکن بے وضو اس کے حرفوں کو مس نہ کرے''

۷۔مضاف اور مضاف الیہ کی ترکیب میں اردو کے بجائے عربی انداز اپناتے ہوئے پہلے مضاف اور پھر مضاف الیہ لاتے ہیں۔مثلاً زمین کے باشندے آسمان کے باشندے، کے بجائے ''باشندے زمین کے''،باشندے آسمان کے'' لکھتے ہیں۔

۸۔سب سے پہلے قرآن کی آیت کا کچھ یا پورا حصہ درج کرتے ہوئے اس لائن میں اس

جگہ بلافصل ترجمہ شروع ہوجاتا ہے اور پھر اس کی تفسیر بھی شروع ہوجاتی ہے جس سے عام آدمی کو یہ اندازہ نہیں ہو پاتا کہ ترجمہ کہاں تک ہے اور کہاں سے تفسیر شروع ہوگئی ہے۔

۹۔ پوری تفسیر میں اس دور کا ہی اندازہ اپنایا گیا ہے۔ نہ پیراگراف کا لحاظ ہے نہ واوین وقوسین کا نہ وقفہ کا۔

۱۰۔ احادیث نقل کرتے ہوئے کسی کتاب کا حوالہ درج نہیں ہے۔

۱۱۔ مصنف علامؒ نے صرف بسم اللّٰہ الرَّحمٰن الرّحیم کی تفسیر ساڑھے تین صفحات میں درج فرمائی ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۹ سطریں ہیں۔کل ملاکر ۱۰۱ سطروں میں بسم اللہ کی تفسیر درج ہے۔جس سے مصنف علام کے علمی تبحر اور وسعت فکر اور کثرت مطالعہ کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

۱۲۔تفسیر کا تاریخی نام ''تفسیر عمدۃ البیان الجز الاول یعنی پارہ الم ہے جس کے اعداد ۱۳۴۴ ہیں اور یہی سن اس کی طباعت کا بھی ہے۔

۱۳۔ یہ تفسیر اثنا عشری دہلی سے بہ اہتمام سید صغیر حسین شمس طبع ہوئی تھی۔

۱۴۔ سرورق ہر یہ عبارت درج ہے۔

''بہ فضل وکرم ایزد مناف وعنایت آفر امرکن مکان واعانت وامداد رب دوجہان در السعد زمان وفرخندہ آوان المسمی بہ تفسیر عمدۃ البیان

۱۵۔ مصنف کے بارے میں بھی سرورق پر یہ عبارت ہے۔

حامئ شرع سید الانس والجان حافظ ثغور الایمان، افتخار العلماء۔ممتاز الفضلاء۔مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولوی سید عمار علی مرحوم۔

۱۶۔تفسیر عمدۃ البیان کا زیر تذکرہ ایڈیشن مصنف علام کی رحلت کے تقریباً ۴ برس بعد شائع ہوا ہے۔

**تجویز:** ضرورت ہے کہ اس عظیم ، قدیم اور منفرد تفسیر کو جدید انداز میں مرتب کرکے پیراگراف، حوالجات، قوسین وادین اور وقفوں کی علامات کالحاظ رکھتے ہوئے شائع کرایا جائے ورنہ یہ قیمتی علمی سرمایہ تلف ہوجائے گا۔ اور اگر خدانخواستہ ایسا ہوگیا تو شیعوں کی علمی دنیا خصوصاً اور عام علمی دنیا عموماً ایک قیمتی سرمایہ سے محروم ہوجائے گی اور اس خسارہ کی ذمہ داری موجودہ دور کے صاحبان علم

اور صاحبان رسد طاعت پر ہوگی۔

حوالے:

ا۔تذکرۂ بے بہا صفحہ ۲۴۲۔

۲۔اشارہ ہے حدیث لولاک ماخلقت الافلاک، اے نبی اگر تمہیں پیدا نہ کرنا تو کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

۳۔ اشارہ ہے حدیث کی طرف اول ما خلق اللہ نوری سب نے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا۔

۴۔ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تمام کردی اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کومنتخب کیا۔

۵۔ اشارہ ہے اس حدیث رسول کی طرف:

انی تارک فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔یعنی میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں جب تک تم ان دونوں سے جڑے رہوگے گمراہ نہ ہوگے اور یہ دونوں بھی آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں ۔

٦۔اشارہ ہے مندرجہ ذیل آیت کی طرف : يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ،یعنی اے ایمان لانے والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔

۷۔اشارہ ہے اس حدیث کی طرف یَملأ الارض قسطاً وعدلا کما ملئت ظلما وجورا

۸۔تفسیر عمدۃ البیان جلد اول صف ۳۰۴